بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قَدۡ اَفۡلَحَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ﴿ ۱ ﴾ الَّذِيۡنَ هُمۡ فِىۡ صَلَاتِهِمۡ خَاشِعُوۡنَ ﴿ ۲ ﴾

یقیناً وہ ایمان والے کامیاب ہوگئے جو اپنی نماز میں خشوع خضوع کرنے والے ہیں (سورۃ المومنون ۲-۱)

آیئے اَپنی نَماز دُرُستُ کَریُں

تحریر

احمد مشاهد حفيظ صديقى

شائع کردہ

مدرسہ ابوالخیر، مسجد منظور اسلام آباد کالونی، گلبرگہ

تمہید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

زیرِ نظر کتاب کا یہ جدید ایڈیشن چند ضروری اضافوں، مزید حوالہ جاتِ احادیث، اور بعض اہم نکات کی مزید وضاحت کے ساتھ پیش کیا جا رہا ہے۔ اس نئے ایڈیشن کا مقصد ایک مرتبہ پھر امت کو اس حساس اور اہم فرض کی طرف متوجہ کرنا ہے، تاکہ ہم اپنے مسلمان ہونے کا حق ادا کر سکیں۔ آج مادّیت، غفلت اور دینی کمزوری کے اس دور میں دلوں کی کیفیت افسردہ ہوتی جا رہی ہے، اس لیے ایمان کی تازگی اور روحانی بیداری کے لیے نصیحت، تذکیر اور احادیثِ مبارکہ کا مسلسل مطالعہ ایک لازمی امر ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے ارشادات نہ صرف ہمارے لیے ہدایت کا سرچشمہ ہیں بلکہ دلوں کو زندہ کرنے اور ایمان کو تازہ رکھنے کا بہترین ذریعہ بھی ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کاوش کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے، اسے قارئین کے لیے نافع بنائے، اور ہمیں فرائض کو سمجھنے، اس پر عمل کرنے اور دوسروں تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

گلبرگہ شریف

شائع اول ۵، رمضان المبارک ۱۴۳۷ھ م ۱۰، جون ۲۰۱۶ء

شائع ثانی ۲۳، ذوالقاعدہ ۱۴۴۷ھ م ۱۱، مئی ۲۰۲۶ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَلَمِيْنُ اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ الْکَرِيْم اَمَّا بَعْدُ

مقصدِ تخلیقِ مسلماں تھا صرف عبادت کیلئے
پر جی رہا ہے اب مسلماں محض شرارت کیلئے

اپنے ساتھی مصلیان، نوجوان احباب و بزرگ حضرات کے نماز پڑھنے کے بے قائدہ، بے ادب، بیجا طریقوں کو دیکھ کر اکثر طبیعت رنجیدہ ہو جاتی ہے، کہ نماز جیسی عظیم اور افضل عبادت میں کس طرح کوتاہی برتی جا رہی ہے۔ نماز ایک ایسی عبادت ہے جس میں بے شمار برکات، وعدہِ کامرانی، رضاِ الٰہی پوشیدہ ہے مگر ہم نادانی میں مبتلا، اس متبرک عبادت کی اہمیت سے غافل، اس کے ساتھ ایک غیر ذمہ دارانہ سلوک کر رہے ہیں۔ ایسے کچھ بے لحاض مناظر نے یہ جزبہ قائم کیا کہ کیوں نہ ہم اپنی نماز کی کوتاہیوں پر خود سے سوال کریں، ہوسکتا ہے ہمارے عقل پر پڑھے جہالانہ ضِد اور حماقتی اَنا کے پردوں میں کہیں ہداہت کا نور جلوہ افروض ہو جائے اور بطفیل توفیقِ ربّانی ہمارے مفلوج ذہن شاداب اور سیاہ قلب منور ہو جائیں۔

ایک مسلمان کی زندگی محض دنیاوی مصروفیات کا نام نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی بندگی، اطاعت اور ذمہ داری کا ایک مکمل نظام ہے۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ آج کے دور میں نماز جیسا عظیم فریضہ بہت سے لوگوں کے نزدیک سستی، کاہلی اور غفلت کا شکار ہو چکا ہے۔ دنیا کے کاموں کے لیے انسان وقت بھی نکالتا ہے، محنت بھی کرتا ہے اور فکر بھی کرتا ہے، لیکن جب اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنے کا وقت آتا ہے تو طبیعت بوجھ محسوس کرنے لگتی ہے۔ یہی وہ پیمانہ ہے جس سے ایمان میں اپنے رب سے بے وفائی کا ثبوت پیش کرتی ہے۔

نماز صرف چند رکعات کا نام نہیں بلکہ یہ بندے اور اللہ کے درمیان مضبوط تعلق ہے۔ یہی وہ عبادت ہے جو انسان کو گناہوں سے روکتی، دل کو سکون دیتی اور زندگی میں برکت پیدا کرتی ہے۔ جو شخص نماز میں سستی کرتا ہے، وہ درحقیقت اپنی آخرت کے معاملے میں غفلت برت رہا ہوتا ہے۔

ایک ذمہ دار مسلمان وہ ہے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کو اپنی زندگی میں سب سے زیادہ اہمیت دے۔ فرائض کی ادائیگی میں سنجیدگی اختیار کرنا ایمان کی علامت ہے۔ حقیقی کامیابی مال، شہرت یا دنیاوی آسائشوں میں نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں ہے۔ اگر ہم اپنی نمازوں کی حفاظت کریں گے تو اللہ تعالیٰ ہماری زندگیوں میں برکت، سکون اور ہدایت عطا فرمائے گا۔ لہٰذا ہمیں سستی اور غفلت کو چھوڑ کر ایک باعمل، ذمہ دار اور سنجیدہ مسلمان بننے کی کوشش کرنی چاہیے، کیونکہ نماز ہی وہ عمل ہے جو قیامت کے دن سب سے پہلے پوچھا جائے گا۔

نماز محض ظاہری حرکات و سکنات کا نام نہیں بلکہ بندے کے دل، زبان اور جسم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی، خشوع اور بندگی کا اظہار ہے۔ اسی لیے اسلام نے نماز کو سکون، اطمینان اور وقار کے ساتھ ادا کرنے کی تعلیم دی ہے۔ یہ ایک بہت بڑا المیہ ہے کہ آج بہت سے لوگ نماز کو جلدی جلدی ادا کرنے کے عادی ہو چکے ہیں۔ ہمارے یہاں تو جلد بازی کا یہ عالم ہے کہ رکوع کے بعد کمر سیدھی ہوتی ہی نہیں، دو سجدوں کے درمیاں بیٹھا ہی نہیں جاتا، التحیات مکمل ہوتی ہی نہیں اور آدھا سلام پھیر کر پھر دوسری نماز کی نیت باندھی جاتی ہے۔ مزید نماز میں کلام پاک بھی اس عجب کی تیزی سے پڑھنے کی عادت بن گئی ہے کہ پڑھنے والے کے ہونٹ بھی حرکت نہیں کرتے۔ نہ زبان کو ترتیب کا لحاظ رہتا ہے اور نہ آواز کو قرات کی خبر رہتی ہے۔ ایسی جلد بازی نہ صرف نماز کے حسن کو ختم کر دیتی ہے بلکہ انسان کو نماز کی حقیقی برکات، روحانیت، نورانیت اور اصلاحی اثرات سے بھی محروم کر دیتی ہے۔ نماز میں جلد بازی دراصل ہماری غفلت اور کمزور دینی فکر کی علامت ہے۔

سجدۂ عشق ہو تو عبادت میں خدا کی رضا نظر آتی ہے
خالی سجدوں میں تو صرف دکھاوے کی ادا نظر آتی ہے

نماز کے متعلق، ارکان کی ادائیگی میں ہماری لاپرواہیوں اور غلطیوں کا عروج کچھ اس حد تک بڑھ گیا ہے کہ ہم اس فکر سے غافل ہو گئے ہیں کہ یہ فرضِ عین، عبادتِ خداوندی اور قُربِ ربُّ العلمین کا عظیم ترین ذریعہ

ہے۔ نماز درحقیقت مسلمان کے ایمان کا پیمانہ ہے۔ نماز میں خشوع وخضوع اور درستگیِ ارکان سے حقِ عبادت کا معیار ظاہر ہوتا ہے۔ اگر ہم نے نماز نہ سیکھی تو پھر اسلام میں کیا سیکھا؟ آج کئی مسلمان ایسے ہیں جو بنیادی ارکانِ نماز سے انجان اور غافل ہیں۔ ویسے تو شیطان کے تیر بھی اکثر ذہنوں پر حملے کرتے رہتے ہیں اور وہ ہمیں بہانوں اور مسلکوں کی آڑ میں حماقت اور بے ضروری بحث میں مبتلا کر دیتا ہے۔ ہمیں بس اتنی سی بات سمجھ میں نہیں آتی کہ موضوعِ بحث تکمیلِ فرض اور ادبِ عبادت ہے۔ مزید اس بات پر بھی ہم گھمنڈ میں رہتے ہیں کہ میری نماز ہی سب سے سہی اور سب سے درست ہے۔ ارکانِ نماز کے متعلق تعلیم یا کسی کے اعتراض یا نصیحت پر تو باقاعدہ ناراضگی کا مظاہرہ اور تکرار بھی ہو جاتی ہے۔ ہم اپنی نماز کو سدھارنے کی کبھی ضرورت ہی نہیں سمجھتے اور نہ کبھی غور کرتے ہیں کہ کس طرح ہم غلطیوں کے اندھیرے میں مبتلا ہو کر اپنی نماز میں مکروہات کو شامل کر رہے ہیں اور ترکِ ارکانِ فرض و واجبات سے گناہ کے مرتکب ہو رہے ہیں جس کے سبب ممکن ہے کہ ہماری نماز اللہ تعالیٰ کے دربار میں قبولیت کے درجے تک پہنچتی بھی نہ ہوگی۔

آجکل ہم اپنے شوق، آرام اور سہولت کے خاطر نماز کے ارکان کو اپنی مرضی کے مطابق توڑ مروڑ کر ادا کر رہے ہیں۔ آرام طلبی کی زیادتی اور قوتِ برداشت کی کمتری کے سبب ہم نماز میں ایک پل بھی ناگواری سہنے کے قائل نہیں رہے اور ہر وقت اسی بہانے کی تلاش میں رہتے ہیں کہ نماز کو کس طرح مقملی اور مختصر کیا جائے۔ ایسی حرکتوں سے ہمارے ایمانی جزبے کا بھی بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ ہم حکمِ خداوندی بجالانے کے بجائے اپنی سہولت کے موافق نماز کا نقشہ بدلنے میں مشغول رہتے ہیں۔ جس طرح ہم نے اپنی ٹوٹی پھوٹی عبادت سے خشوع وخضوع کو ختم کر دیا، اللہ تعالیٰ نے بھی ہماری زندگی سے توفیق کو معطل کر دیا۔ آج ایسے کتنے نمازی ہیں جنہیں نماز کے بعد اطمینان سے بیٹھ کر دعا، ذکر وتسبیح کی توفیق حاصل ہے؟ اور پھر ہم ہی شکوے میں رہتے ہیں کہ ہماری دعا قبول نہیں ہوتی۔ آج ہمارے پاس صرف ایک منٹ بھی نہیں کہ ہم ایک تسبیح ہی مکمل کر لیں، افسوس۔ کیا ہم نے کبھی خود سے ہی سوال کیا ہے کہ ایسی کیا جلد بازی رہتی ہے کہ اللہ کیلئے ہمارے پاس وقت نہیں نکلتا؟ دراصل ہم نماز سے بڑھ کر کسی دوسرے کام کو ترجیح دیتے ہیں اور اُسی کا خیال ذہن میں رہنے کے

سبب نماز میں خشوع وخضوع کی کلی کھِل نہیں پاتی۔ جب تک ساری دنیا کی مشغولیات ومصروفیات سے درکنار نہ کیا جائے تب تک نماز پُرسکون انداز میں ادا کرنا ممکن نہیں۔ اور جب تک کیفیتِ خشوع وخضوع نماز میں قائم نہیں ہوتی، تب تک کامیابی کی منزل پرنہیں پہنچا جاسکتا۔

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱﴾ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ ﴿۲﴾

یقیناً وہ ایمان والے کامیاب ہوگئے جو اپنی نماز میں خشوع خضوع کرنے والے ہیں (سورۃ المومنون ۲-۱)

نماز کی اہمیت وفضیلت کے متعلق اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کے متعدد احکامات ہیں۔ نماز جنت کی کنجی ہے، نماز رسول اللہ ﷺ کے آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، نماز مومنوں کی معراج ہے، نماز روزِ قیامت کا سوالِ اولیٰ ہے، نماز بنیادی رُکنِ اسلام ہے۔ یہ سب جاننے کے بعد جب ہم اپنی نماز پر نظرِ عنایت فرماتے ہیں تو کیا نظر آتا ہے؟ ہماری آدھی نماز تو صرف کھانسنے، کھجانے، کھکھارنے، ڈکارنے، اپنے کپڑے دُرست کرنے میں ہی نکل جاتی ہے اور باقی آدھی نماز بازار یا گھریلو معاملات، مشغولیات اور مصروفیت کے سوچ میں گزر جاتی ہے۔ نماز کے ساتھ اتنا ظلم اور زیادتی کے بعد بھی ہم اس طرح مطمعین رہتے ہیں کہ ''ہم نمازی ہیں''۔ دراصل دلدلِ ابلیسی میں ڈوب کر ہم اس خوش فہمی میں مبتلا ہیں کہ نہرِ شریعت کے متبرّک آنگن میں غوطہ لگا رہے ہیں۔ مزید ہم اس بات سے بھی انجان ہیں کہ ہمارے بیش قیمتی اعمال شیطانی دیمک کی ضد میں مبتلا ہو رہے ہیں اور ہماری محنت بے مطلب ہوتی جا رہی ہے۔ اس بات کو ہمیں زہن نشین کرنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں وہی عمل قابلِ قبول ومعتبر ہے جو احکام، تعلیم وسنتِ رسول ﷺ کے مطابق ہو۔ بلاشبہ نماز افضل العبادت ہے پر اس عبادت کی ادائیگی میں درستگی، ادب اور اطمینان نہ ہو تو وہ محض ایک بے جاہ حرکت کا بے مطلب عمل، عبادت میں گستاخی اور دین کا کافرانہ مزاق ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لائے، اتنے میں ایک شخص آیا اور اس نے نماز پڑھی۔ پھر اس نے نبی ﷺ کو سلام کیا، آپ ﷺ نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا، واپس جاؤ اور نماز

پڑھو کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی۔ چنانچہ وہ لوٹ گیا پھر اس نے اسی طرح ہی نماز پڑھی جس طرح (پہلے) پڑھی تھی۔ پھر وہ آیا اور نبی کریم ﷺ کو سلام کیا، آپ ﷺ نے فرمایا واپس جاؤ اور نماز پڑھو کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی۔ آپ ﷺ نے تین بار ایسا ہی فرمایا۔ اس نے کہا، اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے، میں اس سے اچھی نماز نہیں پڑھ سکتا اس لئے آپ مجھے سکھائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا جب نماز کے لئے کھڑے ہو تو **اَللّٰہُ اَکْبَر** کہو، پھر قرآن میں سے جو میسر ہو پڑھو، پھر رکوع کرو، یہاں تک کہ رکوع میں تمہیں اطمینان ہو جائے، پھر سر اٹھاؤ یہاں تک کہ اطمینان سے کھڑے ہو جاؤ، پھر سجدہ کرو یہاں تک کہ سجدہ میں تمہیں اطمینان ہو جائے، پھر سر اٹھاؤ یہاں تک کہ اطمینان سے بیٹھ جاؤ، الغرض اپنی ساری نماز میں اسی طرح کرو۔ (صحیح مسلم ۳۹۷)

کچھ خوش نصیب لوگ کثیر تعداد میں نوافل نماز ادا کرنے کی طوفیق سے سرفراز ہوتے ہیں اور بڑے ہی ذوق سے اہتمام کرتے ہیں مگر افسوس کہ اُن میں سے چند حضرات خشوع وخضوع سے کنارہ کش رہ کر صرف جلد بازی کے موج ولہر سے دل بہلاتے ہیں۔ نادانی سے اُن لوگوں کا دھیان صرف تعداد کی ''کثرت'' پر رہتا ہے نہ کہ کیفیتِ ''احسن'' (خشوع وخضوع) پر۔ اس بات کو واضح طور پر سمجھنے کے لئے ایک مشہور واقعہ بلمفہوم (بحوالہ جامع ترمذی ۳۶۷۵ وابوداؤد ۱۶۷۸) ملاحظہ فرمائیے کہ، غزوہ تبوک کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے اپنے اصحاب کرامؓ میں علان فرمایا کہ دین کے لئے مالی امداد پیش کریں۔ اُس موقع پر حضرت عمرؓ کے دل میں آرزو کا آفتاب طلوع ہوا کہ وہ حضرت ابوبکر صدیقؓ سے مال وزن میں سبقت لے جائیں تو وہ فوراً گھر سے اپنا مال لے آئے اور آپ ﷺ کے قدمت میں پیش فرمایا، اتنے میں حضرت ابوبکر صدیقؓ بھی سامان لیکر پہنچ گئے جو مقدار میں بہت تھوڑا تھا اور نبی کریم ﷺ کی قدمت میں پیش فرمایا۔ اس موقع پر حضرت عمرؓ کے آنکھوں میں خوشی کے ستارے چمک رہے تھے کہ وہ حضرت ابوبکر صدیقؓ سے آگے نکل گئے ہیں، پر اللہ تعالیٰ کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ اُس وقت نبی کریم ﷺ کے مبارک اندازِ دریافت نے معاملہ ہی اُلٹ دیا اور حضرت عمرؓ کی خوشی کو حیرت میں بدل دیا جب نبی کریم ﷺ نے پوچھا کہ پیچھے کتنا چھوڑ آئے ہو؟ حالانکہ موقع کا سوال تو یہ تھا کہ کتنا لائے ہو، پر اُمّت کو یہ

پیغام بھی پہنچانا تھا کہ اسلام میں مقدار کی کوئی حیثیت نہیں۔ حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ گھر پر آدھا چھوڑ آیا ہوں اور حضرت ابوبکر صدیقؓ نے وہ جوابِ لاجواب دیا جسے تاریخ نے سنہرے الفاظ میں محفوظ کر لیا۔ علّامہ اقبال نے اسے بڑے ہی دلنشیں انداز میں بجا فرمایا۔

پروانے کو چراغ ہے، بلبل کو پھول بس
صدیقؓ کے لئے ہے خدا کا رسولؐ بس

سُبحَان اللّٰہ ۔ یہ عشقِ رسول ﷺ اور خلوصِ نیت کا ایسا دلکش منظر تھا کہ عرشِ بریں بھی لرز گیا اور تعظیمِ صدیقؓ میں فرشتوں کے بے شمار و بے مثال عقیدت پیش ہوئے۔ حضرت عمرؓ نے اپنی آنکھوں سے یہ کرامت اور موجزۂ عظیم کا مشاہدہ کیا کہ کس طرح خلیل مال کا تول نیتِ احسن کے طفیل افضلیت کے مقامِ عالیٰ پر فائض ہو گیا اور کثرتِ مال کے باوجود اپنی چاہت ادھوری رہ گئی۔ الغرض، اللہ تعالیٰ کے دربار میں کثرتِ اعمال کی نہیں بلکہ خلوصِ نیت کی اہمیت ہے۔ چنانچہ ارشادِ ربّانی ہے،

وَاَقْرِضُوا اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا

اور اللہ کو نیک (اور خلوص نیت سے) قرض دیتے رہو (سورۃ مزمل:٢٠)

نماز اللہ تعالیٰ کی افضل ترین عبادت ہے۔ نماز میں قیام کرنا ایسا ہے گویا اللہ تعالیٰ کے دربار میں اللہ تعالیٰ سے ملاقات و گفتگو کے لئے حاضر ہوئے ہیں۔ دنیا میں اگر کسی حکمران، معزز شخصیت یا اونچے عہدیدار سے ملاقات یا گفتگو کے لئے ہمیں مدعو کیا جائے تو ہم اپنی ظاہری پہناوے کے ساتھ اپنا اندازِ بیاں بھی نکھارتے ہیں اور تہذیبی شائیستگی کے ساتھ دربار میں حاضر ہوتے ہیں۔ اور حد درجہ اس بات کا اہتمام کرتے ہیں کہ کوئی نازیبا حرکات ہم سے سرزد نہ ہوں۔ کیونکہ ہم یہ بخوبی جانتے ہیں کہ ایسے محفل میں ناگوار حرکات ہمارے لئے باعثِ توحین ہو سکتے ہیں اور مزید ممکن ہے کہ باعثِ جُرم بھی ہو اور اس کے سبب ہم سزا کے مستحق بھی بن جائیں۔ تو پھر

ربِّ کائنات کے حضور میں حاضری کے وقت سستی، جمائی، چھینک، کھانسی جیسے نازیبا اور گستاخانہ حرکات کیسے قابلِ تسلیم ہو سکتے ہیں؟ حالتِ نماز میں اللہ تعالیٰ اُس مقام ادب پر جب اپنے فرشتوں کے سامنے اپنے نمازی بندوں پر فخر کرتے ہیں تو عین اُس وقت جمائی لیتے سستی کا مظاہرہ کرنا کس درجے کا سنگین جُرم ہوگا، کیا اس بات کا ہمیں احساس بھی ہے؟ نماز کے دوران کچھ لمحات کیلئے برداشت کرنا کوئی مشکل کار نہیں۔ یہ ہماری لاپرواہی کی انتہا ہے کہ ہمیں صبر و تحمل کا شعور نہیں اور برداشت کی صلاحیت نہیں۔ سُستی اور بیزارگی تو توحینِ عبادت کا وہ درجہ ہے جس سے بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے غضبناک سزا کے ہم مستحق بن سکتے ہیں۔ نماز میں ایسی بھی لوگ دیکھے جا سکتے ہیں جو تھکے ہوئے اور سست رہتے ہیں اور حالتِ نماز میں آہ، اُف، ہائے کرتے رہتے ہیں۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہِ الْعَظِیْم

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جمائی شیطان کی طرف سے ہوتی ہے اور جمائی کے وقت تمہیں چاہئے کہ پوری زور اور قوت سے اپنے منہ کو بند رکھو کیونکہ فراغتِ جمائی سے ''ہاہ'' کی جو آواز نکلتی ہے اس پر شیطان ہنستا ہے۔ (صحیح بخاری ٦٢٢٦، صحیح مسلم ٢٩٩٤) اللہ تعالیٰ ہمیں نماز میں خشوع خضوع کی بلندی پر فائز ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ہماری مزاج اس طرح ہو گئی ہے کہ آجکل ہم نماز ''عبادت'' نہیں بلکہ ''عادت'' سمجھ کر پڑھ رہے ہیں۔ ''عبادت'' میں اللہ کی یاد اور خوشنودے مقصود رہتی ہے اور ''عادت'' میں غفلت اور لاپرواہی ہوتی ہے، ہمیں احساس ہی نہیں رہتا کہ کونسا رُکن ترک ہو رہا ہے اور کونسا مکروح عمل چپکے سے داخل ہو رہا ہے۔ ہمیں اس بات کا علم رہنا چاہئے کہ نماز میں کتنے اعمال فرض ہیں اور کتنے واجب تا کہ ہماری لاعلمی کے سبب ہماری نماز ضایا نہ ہو سکے۔

نماز میں مندرجہ ذیل اعمال فرض ہیں۔ اگر ان میں سے ایک بھی فرض چھوٹ جائے تو نماز ادا نہیں ہوگی، مکمل نماز پھر سے دُہرانی پڑے گی:

(١) بدن پاک ہونا (٢) کپڑے پاک ہونا (٣) ستر ڈھنکنا (٤) نماز کی جگہ پاک ہونا
(٥) نماز کا وقت ہونا (٦) قبلہ کی طرف منہ کرنا (٧) تکبیر تحریمہ کہنا (٨) قیام کرنا یعنی کھڑا ہونا

(۹) قرآن پاک کی تین چھوٹی آیتیں یا ایک بڑی آیت تلاوت کرنا (۱۰) رکوع کرنا (۱۱) دو سجدے کرنا (۱۲) اخیر رکعت میں اتنی دیر بیٹھنا جتنی دیر اَلتَّحِیَاتُ پڑھنے میں لگتی ہے

خیال رہے کہ (۱) تا (٦) نماز کے شرائط ہیں اور (۷) تا (۱۲) ارکانِ فرائض ہیں۔ ارکان کی ادائیگی شرائط کے بنا مکمل نہیں ہوتی۔

نماز میں درجِ ذیل اعمال واجب ہیں۔ نماز میں ان میں سے کوئی عمل بھولے سے چھوٹ جائے تو سجدہ سہو کر لینے سے نماز درست ہو جاتی ہے اور بھولے سے چھوٹنے کے بعد بھی سجدہ سہو نہ کیا یا قصداً کوئی عمل چھوڑ دے تو مکمل نماز دُہرانا واجب ہوتا ہے۔

(۱) سورۃ فاتحہ مکمل پڑھنا کہ کوئی آیت نہ چھوٹے بلکہ اگر ایک لفظ بھی چھوٹ گیا تو واجب کا ترک لازم آئے گا۔ (۲) تکبیرِ تحریمہ میں اَللّٰہُ اَکْبَر کہنا۔ (۳) فرض نمازوں کی پہلی دو رکعتوں میں اور واجب، سنت اور نفل نمازوں کی تمام رکعتوں میں سورۃ فاتحہ کے بعد کوئی سورۃ یا بڑی ایک آیت یا چھوٹی تین آیتیں پڑھنا۔ (۴) سورۃ فاتحہ کو دوسرے سورۃ سے پہلے پڑھنا۔ (۵) قراءت، رکوع، سجدہ اور رکعتوں میں ترتیب قائم کرنا۔ (٦) امام کو نماز فجر، مغرب، عشا، جمعہ، عیدین، تراویح اور ماہِ رمضان کے وتر میں آواز سے قراء ت کرنا اور ظہر، عصر نماز میں آہستہ پڑھنا۔ (۷) قومہ کرنا یعنی رکوع سے اُٹھ کر سیدھے کھڑا ہونا۔ (۸) جلسہ (یعنی دونوں سجدوں کے درمیان) میں بیٹھنا۔ (۹) تعدیلِ ارکان یعنی رکوع سجدہ وغیرہ کو اطمینان سے اچھی طرح ادا کرنا۔ یعنی رکوع اور سجود میں کم از کم ایک بار ٹھہرنا اور قومہ یعنی رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہونا اور جلسہ یعنی دو سجدوں کے درمیان سیدھے بیٹھنا۔ (۱۰) قعدہ اولیٰ میں تشہد کی مقدار بیٹھنا۔ (۱۱) دونوں قعدوں میں تشہد پڑھنا۔ (۱۲) لفظ سلام کے ساتھ نماز مکمل کرنا۔ (۱۳) نماز وتر میں قنوت کے لئے تکبیر کہنا اور دعائے قنوت پڑھنا۔ (۱۴) دونوں عیدوں کی نماز میں زائد تکبیریں کہنا۔

نماز کے اندر فرائض، واجبات، سنن اور آداب کی جو تفصیل فقہاء نے بیان فرمایا ہے، اس کا مقصد ہرگز یہ نہیں کہ انسان فرائض یا واجبات الگ الگ ادا کر لے اور سمجھے کہ نماز مکمل ہوگئی۔ نماز قائم کرنا صرف چند حرکات انجام دینے کا نام نہیں بلکہ اس کو اس کے تمام تقاضوں، ارکان، خشوع اور آداب کے ساتھ ادا کرنا مراد ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے بھی نماز کو ایک مکمل عملی طریقے سے سکھایا۔ چنانچہ فرمایا، تم اس طرح نماز پڑھو جس طرح مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو۔ (صحیح بخاری ٦۳۱)

حقیقت یہ ہے کہ نماز ایک مکمل عبادت، ایک جامع نظام اور ایک مربوط ڈھانچہ ہے، جس کے تمام اجزاء کو شریعت کے مطابق جمع کرنا ضروری ہے۔ جب یہ تمام اجزاء اپنی صحیح ترتیب، اطمینان اور خشوع کے ساتھ ادا ہوتے ہیں تب ہی نماز اپنی حقیقی روح کے ساتھ ادا ہوتی ہے۔

نماز میں فرائض اور واجبات کی تقسیم دراصل آسانی اور فقہی رہنمائی کے لیے ہے، تاکہ مسلمان کو یہ معلوم ہو سکے کہ کون سی چیز نماز کے لیے بنیادی اور لازمی رکن ہے، کس چیز کے چھوٹ جانے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے، کن امور کی تلافی سجدہ سہو سے ہو سکتی ہے، اور کن صورتوں میں نماز کو دوبارہ پڑھنا ضروری ہو جاتا ہے۔ لہٰذا ایک مسلمان کی کوشش یہ ہونی چاہیے کہ وہ نماز کو مکمل اہتمام، خشوع، سکون اور اتباعِ سنت کے ساتھ ادا کرے۔

فرائض و واجبات کے علاوہ نماز میں ہم سے کچھ ایسے حرکات بھی سرزد ہوتے ہیں جن کا شمار مکروہات میں کیا جاتا ہے اور جس سے ہمیں بچنا چاہئے۔ ویسے تو ہماری نماز آجکل مکروہات کا مجموعہ بن گئی ہے، غفلت کا یہ عالم ہے کہ ہم ہر رُکنِ نماز میں مکروہ کا بدنما رنگ شامل کرتے رہتے ہیں۔ اسی ضمن میں ہماری کچھ ایسی بیجا حرکتیں جو نماز میں عادت کی وجہ سے پختہ ہوگئی ہیں جس سے ہم غافل رہتے ہیں وہ مختصراً بیان کئے گئے ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ نماز میں فرض، واجب، مکروہات وغیرہ کی تفصیلات کے لئے متعلقہ کُتب ضرور ملاحضہ فرمائیں تاکہ ہماری اصلاح ہو سکے۔

(۱) آغازِ نماز پر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے وقت ہماری ہتھیلی اکثر قبلہ رُخ نہیں بلکہ اپنے کان کے رُخ رہتی ہے اور اسی طرح سجدے کے حالت میں پیر کے اُنگلیوں کا رُخ بھی قبلہ سے منتشر ہوجاتا ہیں۔ ہمیں اس بات پر خاص دھیان دینا چاہیئے۔

(۲) نماز کے قیام میں کچھ احباب بہت ہی جھک کر نماز ادا کرتے ہیں، اپنی کمر سیدھی نہیں رکھتے، یہ حرکت درست نہیں ہے (الی یہ کہ کوئی ضعیف یا بیمار ہو)۔ نماز کے ہر رُکن میں کمر کا سیدھا ہونا ضروری ہے۔ رکوع کے بعد سیدھے کھڑے ہونا، جسے ''قومہ'' کہتے ہیں یہ ایک واجب رکن ہے پر اکثر حضرات رکوع سے ہی سیدھے سجدہ میں پہنچ جاتے ہیں۔ خیال رہے کہ واجب رُکن کے ترک کرنے پر سجدہ سہو لازم ہوتا ہے اور قصداً ترک کرنے پر تو نماز ہی دوبارہ ادا کرنا پڑھتا ہے۔

حضرت رفاعہ بن رافعؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم نبی کریم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے، جب آپ ﷺ رکوع سے اُٹھتے ہوئے **سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ** پڑھے تو کسی نے پیچھے سے یہ کہا، **رَبَّنَا وَ لَکَ الْحَمْدُ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا فِیْہِ**۔ نماز سے فارغ ہوکر آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ یہ کلمات کس نے کہے؟ تو ایک شخص بولا کہ میں نے کہا۔ اس پر آپ ﷺ نے بتایا کہ میں نے تیس سے زائد فرشتوں کو دیکھا جو اس کا اجر لکھنے میں دوڑ لگا کر مقابلہ کر رہے تھے۔ (صحیح البخاری ۷۹۹)

سبحان اللہ، کس طرح ہر رُکن میں اجر و ثواب ہے، کوئی بد بخت ہی ہوگا جو رکوع کے بعد اِن کلمات کو نہ پڑھ کر اس کے ثواب سے محروم رہے۔

(۳) اسی طرح دونوں سجدوں کے درمیان میں بیٹھنا جسے ''جلسہ'' کہتے ہیں یہ اکثر لوگوں کیلئے ایک انتہائی دشوار رُکن رُکن محسوس ہوتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اس طرح نماز پڑھنے سے منا فرمایا ہے جیسے کوّا (پرندا) چونچ مارتا ہے (ابو داوٗد ۸۶۲)، مطلب دونوں سجدے اس طرح جلد بازی سے ادا نہیں کرنا چاہئے جیسے پرندے چگتے وقت چونچ مارتے ہیں۔ اور اس طرح بیٹھنے میں نبی کریم ﷺ سے مسنون دعا بھی منقول ہے۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ دوسجدوں کے درمیان یہ دعا پڑھتے تھے، **اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاھْدِنِیْ وَعَافِنِیْ وَارْزُقْنِیْ**۔ (ابوداوٗد، ۸۵۰)

سجدہ نماز کا وہ رُکنِ مبارک ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی قربت و خوشنودی عروج کے انتہا پر رہتی ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ اُس نے نماز میں اِس عظیم قربت کے ہمیں دہ موقعے فراہم فرمائے۔ پھر بھی یہ ہماری بدنصیبی ہے کہ ہم سجدہ میں قربتِ الٰہی کے لُطف میں اپنے وجود کو معطر کرنے کے بجائے دنیا کی چمک دمک میں مسرور رہتے ہیں۔

حضرت ابوقتادہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، بدترین چور وہ ہے جو نماز سے چوری کرے۔ صحابہؓ نے پوچھا، یا رسول اللہ ﷺ نماز سے کیسے چوری ہوتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا، رکوع اور سجدہ اچھی طرح ادا نہیں کرنا (مطلب جلد بازی کرنا)۔ (مسند احمد، ۱۱۵۵۳)

ملاحظہ ہوں کہ یہاں نماز میں جلد باز کو ''چور'' سے تشبیع دگئی ہے۔ ایسی نماز سے مسلمان گناہ گار سمجھا جاتا ہے کیونکہ نہ تو وہ نماز کا حق ادا کر رہا ہے اور نہ ارکانِ نماز۔ دنیاوی معاملے میں رفتار جتنی تیز ہو، کام اُتنا ہی جلد ہوتا ہے پر اللہ کے دربار میں معاملہ کچھ الگ ہے۔ نماز کی برکت اُس وقت حاصل ہوتی ہے جب اسے اطمینان سے ادا کی جائے، جتنا اطمینان ہوگا اُتنی عبادت میں مٹھاس ہوگی، اتنا ہی روح میں چاشنی پیدا ہوگی اور ایک مختلف قلبی کیفیت کا تجربہ ہوگا۔ کبھی نماز آرام اور اطمینان سے پڑھ کر تو دیکھیئے، وہ لُطفِ کمال حاصل ہوگا جسکا الفاظ میں بیاں ممکن ہی نہیں۔

(۴) نماز میں یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ کچھ لوگ زبان کو حرکت نہیں دیتے۔ بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ بغیر زبان ہلائے محض دل میں الفاظ دہرالینا کافی ہے، لیکن شرعی نقطہ نظر سے یہ عمل درست نہیں ہے۔ اسلامی فقہاء کے نزدیک نماز میں قرات اور اذکار کے درست ہونے کے لیے زبان کا ہلنا اور مخارج سے حروف کا ادا ہونا شرط ہے۔ محض دل میں خیال گزارنے کو پڑھنا نہیں کہا جاتا بلکہ اسے سوچنا کہا جاتا ہے۔

نماز کے ارکان میں سے ایک اہم رکن قرات ہے (عربی زبان میں "قرات" کا مطلب ہے حروف کو ان کے مخارج یعنی گلے، زبان اور ہونٹوں کے مخصوص مقامات سے نکالنا)۔ اگر کوئی شخص نماز میں خاموش رہتا ہے اور زبان نہیں ہلاتا، تو اس کا رکنِ قرات ادا نہیں ہوتا۔ جب نماز کا ایک بنیادی رکن ہی ادا نہ ہوا، تو ایسی نماز فاسد ہو جاتی ہے اور اسے لوٹانا واجب ہوتا ہے۔ یاد رہے کہ زبان ہلانے کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ آپ زور زور سے پڑھیں کہ دوسروں کو پریشانی ہو۔ سری نمازوں (جیسے ظہر اور عصر) میں اتنا آہستہ پڑھنا چاہیے کہ آپ کے اپنے کان سن لیں یا کم از کم آپ کے ہونٹ اور زبان اس طرح حرکت کریں کہ احساس ہو جائے۔

نماز میں دل میں ذکر کرنا ثواب سے خالی نہیں، لیکن فرض نماز کی ادائیگی کے لیے زبان اور ہونٹوں کو حرکت دینا لازمی ہے۔ جو لوگ خاموشی سے صرف دل میں پڑھتے ہیں، ان کی نماز نہیں ہوتی۔ اس لیے ہر نمازی کو چاہیے کہ وہ مخارج کے ساتھ الفاظ ادا کرے تاکہ اس کا فریضہ صحیح طور پر ادا ہو سکے۔

(۵) نماز کی حالت میں کچھ لوگوں کے ہاتھ بڑے بے چین اور مسلسل حرکت میں رہتے ہیں۔ کچھ اپنے کپڑے سمیٹنے، درست کرنے، پونچھنے، جھٹکنے میں مصروف رہتے ہیں اور کچھ اپنے جسم اور بال سے کھیلنے کھجانے میں مصروف رہتے ہیں۔ چند حضرات کو دیکھا جاتا ہے کہ وہ نماز کے اختتام تک، سلام پھیرنے تک اپنی داڑھی اور کپڑوں میں ہی الجھے رہتے ہیں۔ یہ نماز کے ساتھ کیسی بے رُخی ہے کہ ہمیں احساس ہی نہیں کہ یہ سب مکروہ عمل ہیں اور ہمارے اعمال خطرے میں پڑھ رہے ہیں۔

(۶) کھانسنے، کھکھارنے اور منہ سے طرح طرح کی آواز نکالنے کی بیہودہ عادت تو نماز میں اب عام ہوگئی ہے۔ رکعت باندھتے ہی یہ سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اور جیسے ہی نماز ختم ہو جائے تو طبیعت میں قرار آ جاتا ہے۔ یہ نادان لوگ خود کی نماز تو برباد کر ہی رہے ہوتے ہیں ساتھ میں دوسرے مصلیاں کی نماز میں قلل پیدا کرتے ہیں۔ ایسی ہر طرح کی حرکت جس سے نماز میں بے رُخی کا مظاہرہ ہوتا ہے وہ حقیقت میں نماز کی توحین ہوتی ہے اور یہ ایک مسلمان کی بے غیرتی ہے کہ وہ اپنے ہی عبادت کے مزاق کی وجہ بن رہا ہے۔

خشوع وخضوع کے بنا نماز ادھوری رہتی ہے، رسول اللہ ﷺ نے متعدد مقام پر خشوع وخضوع کی تعلیم فرمائی، اور صحابہ کرامؓ نے اُس تعلیم کا ایسا عملی چھاپ چھوڑا کہ مثال قائم کر کے نماز سے بے مثال کامیابی حاصل کی۔ تاریخ شاہد ہے اور زمانے نے وہ منظر بھی دیکھا ہے کہ کس طرح مسلمان نے اپنی جانیں قربان کردئے پر نماز کو نہ چھوڑا۔ اُن لوگوں کا ایمانی جزبہ اتنا بلند تھا کہ حالتِ جنگ میں بھی خشوع وخضوع کے ساتھ نماز میں صف باندھتے تھے اور سر پر کفن باندھے، سینکڑوں زخموں کے باوجود اطمینان کی نماز ادا کرتے تھے۔

آگیا عین لڑائی میں اگر وقتِ نماز
قبلہ رُو ہو کے زمیں بوس ہوئی قومِ حجاز

آج ہم اپنی نماز اور عبادت کا محاصبہ کریں۔ نماز ادا کرنے سے پہلے ہی ہمارا نفس ہمارے دل ودماغ پر قابض ہو جاتا ہے اور مختلف عذر پیش کرنا شروع کر دیتا ہے اور ہم مجبوری کا رونا روتے رہتے ہیں۔ صبر و برداشت کی لگام کو پکڑے رکھنا تو جیسے آج کے دوَر میں انتہائی سنگین شئے ہے۔ صرف ہاتھ پیر کی تکلیف ہی ہم سے برداشت نہیں ہوتی اور شکوہ، بیاں کر کے نماز سے دور بھاگنے کے منصوبے بناتے ہیں۔ ایسے گستاخانہ اور بے غیرت حرکتوں کا انجام ہی ہے جس کے سبب آج ہم زندگی کے ہر قدم پر ذلت کی ٹھوکر کھا رہے ہیں۔ مجبوری کے تحت شریعت میں رعایت اپنی جگہ بیشک موجود ہے پر بنا کوشش کئے ہر قدم پر بہانہ تلاش کرنے کی ہمیں عادت ہی پڑھ گئی ہے۔ مسجد نہ جانے کا بہانہ، نماز ترک کرنے کا بہانہ، کھڑے ہوکر نماز نہ پڑھنے کا بہانہ، وقت پر نماز نہ پڑھنے کا بہانہ...... **اَسْتَغْفِرُ اللّٰہِ الْعَظِیْم**

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت سمجھو۔ (۱) اپنی جوانی کو بڑھاپے سے پہلے (۲) اپنی صحت کو بیماری سے پہلے (۳) اپنی مالداری کو غربت سے پہلے (۴) اپنی فراغت کو مصروفیت سے پہلے (۵) اپنی زندگی کو موت سے پہلے۔ (المستدرک، ۷۸۴۶)

ذرا سوچیۓ، ہماری جوانی اور زندگی کا ایک بہت بڑا حصہ ختم ہوگیا جو صرف بہانوں میں گزر گیا۔ آج ایسے کئی مرحوم ہیں جو نماز کے لئے ہمیشہ ''کل'' کہتے تھے اور وہ آج اپنی مزار میں ایک موقع کے لئے شاید ترس رہے ہیں، آج ایسے بزرگ حضرات بھی ہیں جو اسی طرح ''کل'' کہتے تھے اور آج یہ حال ہے کہ ہدایت کے باوجود وہ نہ قیام کے قابل ہیں نہ رکوع کے اور نہ سجدے کے۔ موقع کو غنیمت جان کر کہ ابھی ہماری سانس چل رہی ہے، ہماری صحت کا ساتھ بھی ہے اور فراغت بھی حاصل ہے، ہمیں اپنی زندگی میں دین کی بیداری کا انقلاب لانا چاہیۓ۔ اگر شام تک ہماری دھڑکن کو مہلت نہ مل سکی تو پھر ہمارا انجام کیا ہوگا؟ ہم اپنے اعمال اور عبادت میں ادھورے اور بے ترتیب ہیں اور ادھورے ہی رحلت کر جائینگے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ کل قیامت کے دن ہماری عبادتیں ہمارے ہی منہ پر نہ پھینک دی جائیں۔ توبہ کا دروازہ ہماری آخری سانس تک کھلا ہے، ہمیں چاہیۓ کہ اپنی نماز اور عبادات کو درست کریں اور اللہ تعالی کی بارگاہ میں نادم ہوکر استغفار کریں۔ ہمارے دلوں میں ہدایت کا نور تب ہی داخل ہوسکتا ہے جب ہم اپنی عبادت میں خشوع وخضوع پیدا کریں ورنہ قیامت میں سوائے رسوائی کے ہمارا کوئی دوسرا انجام نہ ہوگا۔ خوش دلی اور اطمینان، نماز کی روح ہے جس کے بنا عبادت کا کوئی مطلب ہی نہیں رہتا۔ اپنی نماز کو ہمیں پورے ارکان کی سنجیدگی کے ساتھ آرام کی طبیعت سے ادا کرنا چاہیۓ اور کسی بھی رُکن کو عذر کی آڑ میں نظر انداز نہیں کرنا چاہیۓ۔

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ ہمیں کامل ایمان عطا فرمائے، ہماری نمازوں اور عبادتوں میں خوشدلی پیدا فرمائے، ہمارے نمازوں اور دعاوں کو قبول فرمائے، دنیا وآخرت میں کامیابی، کامرانی ونصرت عطا فرمائے، آمین

وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ (سورۃ یس ۱۷)

اور ہمارے ذمہ تو بس واضح طور پر پیغام پہنچا دینا ہے